زکوٰۃ کے پیسوں سے جہیز کا سامان بنوانا

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا کسی لڑکی کو اس کے جہیز کا سامان کل یا کچھ چیزیں زکوۃ کے پیسوں سے دلوانا جائز ہے ؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اگر وہ لڑکی شرعی فقیر ہے اور سیدہ یا ہاشمیہ بھی نہیں ہے (علوی اور اعوان بھی ہاشمی خاندان میں شامل ہیں) اور اپنی فروع سے بھی نہیں (یعنی زکاۃ دینے والے کی اولاد میں سے نہیں جیسے اس کی بیٹی یا پوتی، پڑپوتی، نواسی، پرنواسی وغیرہ نہیں) تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اب چاہے اسے زکوۃ میں رقم دے دیں یا سامان خرید کر دے دیں، سامان کی صورت میں جتنا سامان دینا ہے اس کی جو مارکیٹ ویلیو ہوگی وہ زکوۃ میں شمار ہوگی، لانے لیجانے میں جو کرایہ وغیرہ آئے گا، وہ شامل نہیں ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ اولا رقم کا اسے مالک بنا دیا جائے اور پھر اس کی اجازت سے اس سے رقم لے کر اس کا سامان لے کر دے دیا جائے۔

نوٹ : شرعی فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کے برابر تو ہو مگر اس کی ضرویات زندگی میں گِھرا ہوا ہو یا اتنا مقروض ہو کہ قرضہ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ (نصاب سے مراد ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی رقم کے برابر کسی قسم کا مال ہے۔)

فقیرِ شرعی کے معیار کے متعلق تنویر الابصار اور درمختار میں ہے "مصرف الزكوة والعشر۔۔۔فقير، وهو من له أدنى شيء أي دون نصاب أو قدر نصاب غير تام مستغرق في الحاجة" ترجمہ: زکوۃ اور عشر کا مَصرَف فقیر ہے اور فقیر وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس تھوڑا بہت مال ہو، مگر نصاب کی مقدار سے کم ہو، یا

نصاب کی مقدار تو ہو، مگر تام نہ ہو یعنی حاجتِ اصلیہ میں استعمال ہو رہا ہو۔ (تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، جلد 3، صفحہ 333، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتح القدیر میں ہے ”(ولا يدفع المزكي زكاته إلى أبيه وجده وإن علا) الأصل أن كل من انتسب إلى المزكي بالولاد أو انتسب هو له به لا يجوز صرفها له“ ترجمہ: اور زکوٰۃ دینے والا اپنے والد اور دادا کو، اگرچہ اوپر تک کوئی بھی ہو، اسے اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اس سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ولادت کی وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کی طرف منسوب ہو یا زکوٰۃ لینے والا ولادت کی وجہ سے اس دینے والے کی طرف منسوب ہو، تو اسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (فتح القدیر، ج 2، ص 269، دار الفکر، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے "زکوٰۃ ساداتِ کرام و سائرِ بنی ہاشم پر حرامِ قطعی ہے۔ جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلثہ بلکہ ائمہ مذاہبِ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔" (فتاوی رضویہ، ج 10، ص 99، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی رضویہ میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "زکوٰۃ میں روپے وغیرہ کہ عوض بازار کے بھاؤ سے اس قیمت کا غلّہ مکّا وغیرہ محتاج کو دے کر بہ نیت زکوۃ مالک کر دینا جائز و کافی ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، مگر جس قدر چیز محتاج کی ملک میں گئی، بازار کے بھاؤ سے جو قیمت اس کی ہے وہی مجرا ہوگی، بالائی خرچ محسوب نہ ہوں گے۔" (فتاوی رضویہ، ج 10، ص 69، 70، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد سعید عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3916

تاریخ اجراء: 17 ذو الحجۃ الحرام 1446ھ/14 جون 2025ء